مولانا محمد عبید اللہ عفیف قسط (۴)

مسئلہ حیات ونزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حیات ونزول انجیل کی روشنی میں:

گذشتہ تین اقساط میں مختصر طور پر ہم قرآن مجید کی چار صریح آیات سے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات اور نزول کا ثبوت پیش کر چکے ہیں۔ اس صحبت میں ہم اسی مسئلہ پر انجیل مقدس کی روشنی میں چند تصریحات ہدیۂ قارئین کرتے ہیں تاکہ اسے سمجھنے میں مزید سہولت پیدا ہو سکے۔

چنانچہ انجیل متی میں ہے:

"اور جب وہ زیتون کے پہاڑ پر بیٹھا تھا، اس کے شاگردوں نے خلوت میں اس کے پاس آکر کہا، ہم سے یہ کہہ کہ یہ کب ہوگا۔ اور تیرے آنے کا اور زمانے کے آخر ہونے کا نشان کیا ہے، تب یسوع نے جواب دیا، خبردار کوئی تمہیں گمراہ نہ کرے کیونکہ بہتیرے میرے نام پر آئیں گے اور کہیں گے کہ میں مسیح ہوں اور بہتوں کو گمراہ کریں گے اور تم لڑائیوں اور لڑائیوں کی افواہوں کی خبر ضرور سنو گے، خبردار مت گھبرائیو، کیونکہ ان سب باتوں کا ہونا ضرور ہے۔ پر اب تک آخر نہیں ہے کہ قوم قوم پر اور بادشاہت بادشاہت پر چڑھ آوے گی اور کال اور مری پڑے گی اور جگہ جگہ بھونچال آئیں گے۔ یہ سب کچھ مصیبتوں کا شروع ہے۔" (باب ۲۴، آیت ۳)

۲ - انجیل متی باب ۲۴، آیت ۲۳، ۲۸ میں ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام جھوٹے مسیحوں کے متعلق پیشگوئی فرماتے ہوئے اپنے ابن اللہ ہونے کی (معاذ اللہ، نقل کفر کفر نہ باشد) اور اپنے نزول کی خوشخبری اپنے حواریوں کو سنا رہے ہیں کہ:

"اس وقت اگر کوئی تم سے کہے کہ دیکھو مسیح یہاں ہے یا وہاں ہے تو یقین نہ کرنا کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور ایسے بڑے نشان اور عجیب کام دکھائیں گے کہ اگر ممکن ہو تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کر لیں دیکھو میں نے پہلے ہی تم سے کہہ دیا ہے، پس اگر وہ تم سے کہیں کہ دیکھو وہ بیابان میں ہے تو باہر نہ جانا۔ دیکھو وہ کوٹھڑیوں میں ہے تو یقین نہ کرنا کیونکہ جب بجلی پورب سے کوند کر پچھم تک دکھائی دیتی ہے، ویسے ہی ابن آدم کا آنا ہوگا۔۔۔ جہاں مردار ہے وہاں گدھ جمع ہو جائیں گے اور فوراً ان دنوں کی مصیبت کے بعد سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی کھو دے گا اور ستارے آسمان سے گریں گے اور آسمانوں کی قوتیں ہلائی جائیں گی اور اس وقت ابن آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا اور اس وقت زمین کی ساری قومیں چھاتی پیٹیں گی اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گی۔"

دیکھئے کس طرح پوری وضاحت کے ساتھ حضرت مسیحؑ فرما رہے ہیں کہ میرے بعد متعدد مدعی، نبوت اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کریں گے۔

۳ - انجیل متی باب ۲۴، آیت ۳۲ میں حضرت مسیحؑ اپنے نزول کی تمثیل ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"اب انجیر کے درخت کی ایک تمثیل سیکھو، جونہی اس کی ڈالی نرم ہوتی ہے اور پتے نکلتے ہیں، تم جان لیتے ہو، گرمی نزدیک ہے، اسی طرح جب تم ان سب باتوں کو دیکھو تو جان لو کہ وہ نزدیک ہے، بلکہ دروازہ پر ہے۔"

۴ - کتاب اعمال باب ۱، آیت ۹ میں ہے:

"اور وہ یہ کہہ کے ان کے دیکھتے ہوئے، اوپر اٹھا لیا گیا اور بدلی نے اسے

ان کی نظروں سے چھپا لیا اور اس کے جاتے ہوئے جب وہ آسمان کی طرف تک رہے تھے۔ دیکھا دو مرد سفید پوشاک پہنے ان کے پاس کھڑے تھے اور کہنے لگے اے جلیلی مردو تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو؟ یہی یسوع جو تمہارے پاس سے آسمان پر اٹھایا گیا ہے، اسی طرح جس طرح تم نے اسے آسمان کی طرف جاتے دیکھا ہے، پھر آوے گا۔"

لیجئے جنابِ والا، حضرت مسیحؑ کے کاتبوں نے مرزائیوں کی تمام دور از کار اور لچر پوچ تاویلوں پر ہل چلا دیا ہے اور صاف طور پر کہہ دیا ہے کہ حضرت مسیح وہی دوبارہ نزول فرمائیں گے جو زندہ آسمانوں پر بجسدِ عنصری آسمانوں پر اٹھا لئے گئے تھے۔

قادیانیوں کا اعتراض:

سورۂ نساء، آل عمران اور زخرف کی مذکورہ نصوص کی روشنی میں قادیانیوں کے تمام دعاوی کے مسکت اور دندان شکن جواب تحریر کر دیئے گئے ہیں اور پھر انجیل کی مصرحہ عبارتوں کو بطور تائید ذکر کیا جا چکا ہے، اب ہم ان کے بہت بڑے ایک اعتراض کا بھی جائزہ لینا چاہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بجسدِ عنصری زندہ آسمانوں پر اٹھایا جانا فطرت کے خلاف ہے اور اسے عقلِ سلیم ہرگز ہرگز تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔

الجواب:

قدرتِ الٰہی کے معجزانہ افعال کو خلافِ عقل کہہ کر بات اگر ختم ہو سکتی تو شاید قادیانی کی یہ فلسفیانہ موشگافی درخورِ اعتنا سمجھی جا سکتی۔ لیکن آج فلسفۂ جدید بشکل سائنس ترقی کر کے جس حد تک پہنچ چکا ہے، وہاں نظریات نہیں بلکہ مشاہدات اور عملیات، اس بات کو ثابت کر رہے ہیں کہ فضا کے موانعات کو اگر آہستہ آہستہ ہٹا دیا جائے یا ان کو ضبط میں لے آیا جائے تو مادی جسم کے لئے غیر معلوم بلندی تک پہنچنا ممکن العمل ہو جائے گا اور اس کے لئے جو جد و جہد وہ کر رہے ہیں اس کو ممکن العمل سمجھ کر ہی وہ کر رہے ہیں اور سائنٹیفک طریقہ پر کر رہے ہیں۔ پس اگر آج کا انسان میلوں اوپر ہوائی جہاز کے ذریعہ جا سکتا ہے اور ٹیلیویژن کے ذریعہ ہزاروں میل سے مادی انسان کے ساتھ باتیں کرتے وقت اس کے جسم کی تصویر لے سکتا ہے اور ہوا اور آفتاب کی لہروں اور شعاعوں پر کنٹرول کر کے ہزاروں میل تک اپنی آواز کو بذریعہ ریڈیو نشر

کر سکتا ہے اور ہزاروں برس کے گذرے ہوئے واقعات کو فضا میں منظم کر کے آج اس طرح سنا سکتا ہے گویا وہ سب کچھ اس طرح ہو رہا ہے تو اس انسان کے خالق بلکہ خالقِ کائنات کے متعلق ازراہِ تفلسف یہ کہنا کہ وہ مادی جسم کو ملأ اعلیٰ تک کیسے لے جا سکتا ہے، اپنی عبادت پر مہر کرنا نہیں تو اور کیا ہے۔

اور اگر ادویات اور غذاؤں اور حفظانِ صحت کے مختلف طریقوں سے عمر طبعی کو دوگنا اور تین گنا کیا جا سکتا ہے اور کیا جا رہا ہے نیز اگر مختلف غذاؤں کے اثرات و نتائج میں فرق ہو سکتا ہے اور ہوتا ہے کہ کسی سے فضلہ زیادہ بنے اور کسی سے بہت کم بنے اور کسی سے قطعاً نہ بنے بلکہ وہ خالص خون کی شکل میں تحلیل ہو جائے۔ اور اگر انسان اپنی ریاضتوں اور مجاہدوں کے ذریعہ روحانی قوت کو بڑھا کر آج اس دنیا میں دلوں، ہفتوں بلکہ مہینوں بغیر خورد و نوش زندہ رہ سکتا ہے تو مجبور انسانوں کی ان کامیاب کوششوں کو صحیح سمجھنے کے باوجود خالقِ ارض و سماوات کی جانب حضرت مسیح کی رفعت آسمانی پر مسطورہ بالا شکوک پیش کرنا یا ان کے پیشِ نظر ان کے بجسدِ عنصری ملأ اعلیٰ تک پہنچنے اور وہاں زندہ رہنے کا انکار کرنا اگر جہالت نہیں تو اور کیا ہے!

حقیقت یہ ہے کہ جو شخص علمی حقائق سے نا آشنا اور علوم قرآن سے محروم ہے، وہ "خلافِ عقل" اور "ماورا رعقل" ان دونوں باتوں کے درمیان فرق کرنے سے عاجز ہے اور اس لئے ہمیشہ ماورا رعقل کو خلافِ عقل کہہ کر پیش کرتا رہتا ہے۔

دراصل انسان کی فکری گمراہیوں کا سرچشمہ صرف دو ہی باتیں ہیں۔ ایک یہ کہ انسان عقل سے اس درجہ بے بہرہ ہو جائے کہ ہر ایک بات بے سمجھے بوجھے مان لے اور اندھوں کی طرح ہر ایک راہ پر چلنے لگے۔ دوسری بات یہ کہ جو حقیقت بھی عقل سے بالاتر نظر آئے اس کو فوراً جھٹلا دے اور یہ یقین کر لے کہ جس شئے کو اس کی سمجھ یا چند انسانوں کی سمجھ یا ... ادراک نہیں کر سکتی، وہ شئے حقیقتاً وجود نہیں رکھتی اور تکذیب کے لائق ہے حالانکہ بہت سی باتیں وہ ہیں جو ایک دور کے تمام عقلاء کے نزدیک ماورا رعقل سمجھی جاتی ہیں، اس لئے کہ ان کی عقلیں ان باتوں کا ادراک کرنے سے عاجز رہیں مگر وہی باتیں علمی ترقی کے ... دوسرے دور میں جا کر نہ صرف ممکن الوقوع قرار پاتی بلکہ مشاہدہ اور تجربہ میں آجاتی ہیں۔ پس اگر ہر ایک وہ شئے جو کسی ایک انسان یا جماعت یا اس کے دور کے تمام

اہلِ عقل کے نزدیک ماوراءِ عقل تھی، "خلافِ عقل" کہلانے کی مستحق تھی تو وہ دوسرے دور میں کیوں عقل کے لیے ممکن ہوئی بلکہ مشاہدہ میں آگئی۔

قرآنِ عزیز نے گمراہی کی اس پہلی حالت کو (جہل، خرص، ظن، اٹکل) سے تعبیر کیا ہے اور دوسری حالت کو "الحاد" کہا ہے اور یہ دونوں حالتیں "علم و عرفان" سے محرومی کا نتیجہ ہوتی ہیں۔

"خلافِ عقل" اور "ماوراءِ عقل" کے درمیان یہ فرق ہے کہ خلافِ عقل بات وہ ہو سکتی ہے جس کے نہ ہو سکنے کے متعلق علم و یقین کی روشنی میں ثبت دلائل و براہین موجود ہوں اور عقل دلیل و برہان اور علم یقین سے یہ ثابت کرتی ہو کہ ایسا نہ ہوتا ممکن اور محالِ ذاتی ہے۔ اور ماوراءِ عقل اس بات کو کہتے ہیں کہ بعض باتوں کے متعلق عقل ہی کا یہ فیصلہ ہے کہ چونکہ انسانی عقل کا ادراک ایک خاص حد سے آگے نہیں بڑھتا اور حقیقت اسی حد پر ختم نہیں ہو جاتی لہٰذا ہر وہ بات جو عقل کے احاطہ میں نہ آسکتی ہو مگر اس کے انکار پر علم و یقین کے ذریعہ برہان و دلیل بھی دی جا سکتی ہوں تو ایسی بات کو خلافِ عقل نہیں بلکہ ماوراءِ عقل کہیں گے۔

خلافِ عقل اور ماوراءِ عقل کے درمیان امتیاز ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ جن چیزوں کو کل کی دنیا میں عام طور پر خلافِ عقل کہا جاتا رہا اور ان کو اہلِ دانش و بینش نے خلافِ عقل نہ سمجھتے ہوئے موجودہ دور میں ممکن بلکہ موجود کر دکھایا اور کل یہی عقل کی ترقی آج کی بہت سی ماوراءِ عقل باتوں کو احاطۂ عقل میں لا سکے گی اور نہ معلوم یہ سلسلہ کب تک جاری رہے گا۔

پس جو شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بجسدِ عنصری رافع الی السماء کا اس لئے منکر ہے کہ عقلی فلسفہ اس کا انکار کرتا ہے تو اس کا یہ دعویٰ - برہان و دلیل اور علم و یقین کی جگہ محض جہل، ظن، اٹکل کے ماتحت ہے اور ایسے حضرات کے لئے پھر عالمِ غیب کی تمام ماوراءِ عقل باتوں مثلاً وحی، فرشتہ، جنت، جہنم، حشر، معاد، معجزہ وغیرہ تمام باتوں کو خلافِ عقل کہہ کر جھٹلا دینا چاہیئے۔

قرآنِ عزیز نے ان ہی جیسے منکرینِ حق کے متعلق صاف صاف مکذبین کا لقب تجویز کر دیا ہے۔

بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ ۚ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ

مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ ۰ (یونس)

"نہیں یہ بات نہیں ہے (جیسا کفار کہتے ہیں) اصل حقیقت یہ ہے کہ جس بات پر یہ اپنے علم سے احاطہ نہ کر سکے اور جس بات کا نتیجہ ابھی پیش نہیں آیا، اس کے جھٹلانے پر آمادہ ہو گئے، ٹھیک اسی طرح انہوں نے بھی جھٹلایا تھا، جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں، تو دیکھو ظلم کرنے والوں کا کیا کچھ انجام ہو چکا ہے۔"

آیت میں "كذبوا بما لم يحيطوا بعلمه" کہہ کر جس حقیقت کا اعلان کیا گیا ہے۔ یعنی انسان کی عقل جس بات کا ادراک نہ کر سکے، اس کو دلیل و برہان اور علم و یقین کے بغیر ہی جھٹلا دینا اور صرف اس بنا پر انکار کر دینا کہ یہ بات ہماری سمجھ سے بالاتر ہے" اس کی ایک نظیر مرزا غلام قادیان کا وہ انکار ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے "رفع الی السماء" سے متعلق ہے اور اس کے خلیفہ مسٹر لاہوری کی فلسفیانہ موشگافیاں بھی اسی بے دلیل انکار و جحود کا شعبہ ہیں۔ (اقتباس از قصص القرآن، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی)

باقی آئندہ۔ ان شاء اللہ)